ضامنِ عظمتِ کردار ہے قرآنِ مبیں　　حسنِ اخلاق کا معیار ہے قرآنِ مبیں
علم کا دفترِ اسرار ہے قرآنِ مبیں　　گردنِ جہل پہ تلوار ہے قرآنِ مبیں

پھونک دیں کفر کے سینے میں سنانیں اس نے
کاٹ دیں تیغِ فصاحت سے زبانیں اس نے

مصطفیٰؐ جس کے ہیں تابع، یہ نظام اس کا ہے　　علم جس کا ابدی، فیضِ دوام اس کا ہے
جس نے بھیجے ہیں پیمبر، یہ پیام اس کا ہے　　جو تکلّم کا ہے خالق، یہ کلام اس کا ہے

حافظے سے ہے، نہ حافظ سے، حفاظت اس کی
خود نگہبان ہے ہر وقت مشیّت اس کی

جلوۂ ذات کی تنویر ہے قرآنِ مبیں　　پردۂ قدس کی تقریر ہے قرآنِ مبیں
خامۂ غیب کی تحریر ہے قرآنِ مبیں　　کُن کے اجمال کی تفسیر ہے قرآنِ مبیں

گفتگو ہے یہ خدا کی، جو پیمبرؐ سے ہوئی
شرحِ صدر اس کی ہی آیات کے نشتر سے ہوئی

اس کے فقرے ہیں سب آیاتِ الٰہی کے نشاں　　اس کے الفاظ ہیں، جبریلِ معانی کی زباں
اس کے حرفوں میں ہیں تحریف کی ڈھالیں پنہاں　　اس کے لفظوں میں وہ نکتے جو خطوطِ عرفاں

یہ وہ کوزہ ہے کہ دریا ہے سمایا جس میں
اک وہ نقطہ بھی ہے قرآں سمٹ آیا جس میں

یہ فصاحت میں ہے فرد اور نہ مصرع ہے نہ بیت | جانتے ہیں یہی خوب اس کو جو ہیں اہلِ البیت
انبیا سب یہی فرماتے ہیں معبود سمیت | اس کی تمہید ہیں، انجیل و زبور و توریت
نہ فقط امتِ احمدؐ کا وظیفہ یہ ہے
کل کتابوں کا جو ناسخ ہے وہ نسخہ یہ ہے

اس میں والعصر کا عصر ابدی و ازلی | اس میں الدہر کا ہے دہر خفی اور جلی
اس میں النور کی تنویر ہے، علمی عملی | یہ نبأ سے ہے نبیؐ، اور تعالیٰ سے علی
اثر انداز ہے باطن پہ بھی، ظاہر ایسا
حاملِ آیۂ تطہیر ہے، طاہر ایسا

ہے یہی نورِ نبوت کا ظہورِ اعظم | یہی آئینۂ تقدیر، یہی لوح و قلم
اس کے جلووں کی جھلک، سارے علومِ عالم | قلزمِ علم ہے یہ چشمۂ کوثر کی قسم
اس کی ہر موج میں توحید کی گہرائی ہے
قل ہو اللہ احد گوہرِ یکتائی ہے

گو کہ رکھتا ہے نہ یہ ہونٹ، نہ تالو نہ زباں | پھر بھی کہتا ہے میں اعجاز ہوں اے اہلِ جہاں
مکتبوں میں کہ مساجد میں تلاوت ہو جہاں | دیکھیے لوگوں کی کیفیتِ باطن کا سماں
پڑھنے والوں کا بلا قصد جو سر ہلتا ہے
لاشعوری میں فصاحت کا مزہ ملتا ہے

سرِ مکنونِ مشیت کا یہ تبیانِ مبیں | جو نبیؐ کے ہیں بیاں، ان کا ہے عرفانِ مبیں
وہ ہیں یٰسین مبیں، اور یہ قرآنِ مبیں | فارقِ باطل و حق، اس لیے فرقانِ مبیں
لاکھ مانع تھی خودی، ایک نہ مانی اس نے
دودھ کا دودھ کیا، پانی کا پانی اس نے

فیض جس کا ہے بصیرت، وہ مبصّر یہ ہے | حق کی تصویرِ مجازی کا مصوّر یہ ہے
جو ہے خاموش، وہ منبر کا مقرّر یہ ہے | اس کی تفسیر ہے آل، اُس کا مفسّر یہ ہے

حوضِ کوثر پہ ہم آہنگ رسائی ہوگی
لفظ و معنی میں بھلا کیسے جدائی ہوگی

یہ ہے تنزیلِ عمل، قلبِ پیمبرؐ منزل | وہ حقائق کا سمندر، تو یہ اس کا ساحل
وَالقمر احمدؐ مختار، یہ ماہِ کامل | دین کا تن ہیں نبیؐ، سر ہیں علی! اور یہ دل

حکمت و موعظتِ حق کا ذخیرہ یہ ہے
دفعِ شر کے لیے خیراتِ کثیرہ یہ ہے

ملک و جنّ و وحوش و جبل و ارض و سما | کسی مخلوق سے جو بارِ امانت نہ اٹھا
وہ امانت ہے یہی مصحفِ صامت، بخدا | جس کا حامل ہے بشر، اور وہ بشر خیرُ الورا

یہ امانت جو رسالت کا صحیفہ ٹھہری
اس کی تفسیر امامت کا وظیفہ ٹھہری

جس کی ہر بات ہے اظہارِ حقیقت میں کھری | فلسفہ بول گیا جس کے مقابل میں بری
طاق پر رہ گئی سب دانشِ انسان دھری | حکما کے نظریات بھی ٹھہرے نظری

فلسفی جس سے ہوئے زِچ، وہ محقق یہ ہے
ناطقے جس نے کیے بند وہ منطق یہ ہے

ہے یہی ہادیِ کُل جس کے مقامات نظر | کبھی مسجد، کبھی منبر، کبھی شمشیرِ دو سر
کبھی خندق کی لڑائی، کبھی جنگِ خیبر | کبھی ارشادِ پیمبرؐ، کبھی قولِ حیدر

سیرتِ احمدؐ مختار ہے تفسیر اس کی
خطبۂ حیدرِ کرّار ہے تقریر اس کی

وہ نمازیں ہوں کہ روزے کہ زکات و خیرات | کعبۃ اللہ کا حج ہو کہ وقوفِ عرفات
خمس ہو یا کہ جہادِ رہِ خالق میں ثبات | جود، ایثار، وفا، صبر، ریاضت، طاعات

ذہن میں زُہدِ ائمہ کی جو تصویریں ہیں
حسبِ حالات یہ قرآن کی تفسیریں ہیں

ہیبت و دبدبۂ شیرِ خدا بھی تفسیر | اور صلحِ حسنِ سبز قبا بھی تفسیر
مقتل و معرکۂ کرب و بلا بھی تفسیر | عمل و عزمِ شہیدانِ وفا بھی تفسیر

تیر کھا کر علی اصغر کا تبسم کیسا تھا
وہ بھی قرآن کی تفسیر کا اک جلوہ تھا

دس اماموں کا علی سے تھا نقی تک چلن | وقفِ تفسیر زبانیں رہیں علماً عملاً
عسکری آئے، تو بدلا تھا تقاضائے زمن | اگلی منزل میں تھا غیبت کے سبب قطعِ سخن

فکر یہ تھی۔ کہ نہاں جب مرا نائب ہوگا
دورِ تفسیر زبانی کا بھی غائب ہوگا

وقت و حالات و ظرائف نے یہ دی تڑ کے ندا | بات کہنے کی جو ہے، اب اسے لکھ دیں مولا
جمع تھے ذہن میں، مصحف کے مطالب، یک جا | کارِ قرطاس و قلم سے کوئی مانع بھی نہ تھا

خامۂ پاک سے قرآن کی تفسیر لکھی
خوابِ اسلام کی منہ بولتی تعبیر لکھی

اے زہے عسکریِ نیک دل و نیک صفات | تیری تفسیر ہے یا اہلِ تولّا کی حیات
وہ حقائق کا ثبوت اور وہ مقاصد کا ثبات | لوحِ نقاشِ ازل نقش گرِ راہِ نجات

فکرِ محکم وہ ابد تا زو ازل گیر تری
رائے ذاتی نہیں۔ الہام ہے تفسیر تری

تُو کہ ہے محرمِ اسرارِ کتابِ داور
تیرا سینہ ہے، رموزِ ازلی کا مظہر
جس میں ہیں وحی کے اسرارِ خفی پیشِ نظر
یہی تفسیر ہے، عرفان کا پہلا دفتر

فیض پاتے ہیں بصیرت سے بقدر سارے
تیرے شاگرد ہیں قرآں کے مفسّر سارے

(۵) مدحتِ عسکریِ پاک سے ذیشاں ہوں میں
گیارھویں ہادیِ برحق کا ثنا خواں ہوں میں
ان کی تفسیر سے جو ناظرِ قرآں ہوں میں
سر بسر علم کے جلووں کے چراغاں ہوں میں

جاہلیت کے مرض کی یہ شفا شافی ہے
ان کے فرزند کے عرفاں کی سند کافی ہے

(۶) جن کی مسندِ حق ہے وہ مسند یہ ہیں
عسکریؑ بن علیؑ بن محمدؑ یہ ہیں
گو کہ حیدر ہیں زمانے میں نہ احمد یہ ہیں
علم کی عالمِ ظاہر میں مگر حد یہ ہیں

ان کے وارث کا بتلائے گا پتا عالمِ غیب
غیب کا علم ہے وہ۔ اور خدا عالمِ غیب

(۷) علم ہے آئنہ جس کا، وہ سکندر یہ ہیں
جس کا جد سر ہے رسالت کا، وہ سرور یہ ہیں
جس کی ہر موج طہارت ہے، وہ کوثر یہ ہیں
حاشیہ جس کا ہے قرآں، وہ دفتر یہ ہیں

ایسے مصحف کبھی ہوں گے، نہ زمانے میں ہوئے
ویسے ہیں جیسے کبھی ان کے گھرانے میں ہوئے

(۸) جد وہ ہیں جن پہ ہے آیاتِ الٰہی کا نزول
اسد اللہ جو دادا ہیں، تو دادی ہیں بتول
ہیں انھیں، اصلِ علیٰ، امرِ مشیت سے حصول
دولتِ دینِ خدا۔ تاجِ علی۔ تختِ رسول

رد [illegible]فشاں، مہر بھی ہیں ماہ بھی ہیں
فقر پر فخر بھی ہے۔ دیں کے شہنشاہ بھی ہیں

جیسے یہ تھے، نہیں اب خلق میں انساں ویسے | جس کی تشبیہ نہ ہو کچھ، وہ بیاں ہو کیسے
ابنِ آدم تو ہیں لیکن نہ ہمارے ایسے | لاکھ بکھرے ہوئے تاروں میں ہے سورج جیسے
گرد اس کے جو شب و روز پھرا کرتے ہیں
ایک ہی نور سے سب کسبِ ضیا کرتے ہیں

صاحبِ وحی ہیں جد، وحی کا یہ ہیں مضمون | صاف دل ان کا ہے اک آئنۂ کن فیکون
تن میں جو نفسِ نبی کے تھا، رگوں میں ہے وہ خون | خود ہیں قرآں میں، زباں ہیں حدیثِ خاتون
منسلک ان سے ہو زنجیر نہ کیوں وحدت کی
تیرھویں ہیں یہ کڑی سلسلۂ عصمت کی

وہ منافق جو دلوں میں نہیں رکھتے ہیں خلوص | ہو خجل جن کی دورنگی سے مریضِ مبروص
بغضِ اولادِ نبی، جن کی ادا ہے منصوص | لکھ گئے رد میں انھیں وہ بھی امام منصوص
ہے گرہ دل میں، مگر عقدہ کشائی کے گواہ
مدعی بھی ہیں فضیلت میں صفائی کے گواہ

عسکری ایسے کہ لشکر ہیں بہ تائیدِ قدیر | علم و حلم و کرم و جود کی افواجِ کثیر
رہ نما ان کے ہی قدموں کی لکیروں کے فقیر | یہ امیر، ابنِ امیر، ابنِ امیر، ابنِ ا
سائلو آؤ یہ پوتے اسد اللہ کے ہیں
یدِ بیضا کی قسم ہاتھ ید اللہ کے ہیں

وہی عادت، وہی نفس، وہی قلب و ضمیر | وحی کی لوحِ جبیں، امرِ خدا کی تقد
بات جو منہ سے نکل جائے وہ پتھر کی لکیر | عمر میں طفل، ارادے میں جواں، علم
خضر کی عمر ہے کتنی کوئی گن کے دیکھے
چھ ہزار ان کے برس، چھ برس ان کے دیکھے

اک دن استادہ سرِ راہ تھا یہ رشکِ قمر | کھیلتے تھے وہیں کچھ طفل بھی، محرومِ نظر
سن میں، قامت میں، سب اس چاند کے ہمسر تھے مگر | جہل کی وہ تھے شب تار، یہ دانش کی سحر

کھیل میں طفل کوئی ہنس کے جو خوش ہوتا تھا
شبنمِ صبح کے مانند یہ گُل، روتا تھا

پھرتے پھرتے وہیں آنکلے کہیں سے بہلول | دوڑے دیوانہ سمجھ کر اُنھیں اطفال کے غول
تالیاں پیٹ کے کرنے لگے بچے جو ٹھٹھول | غیظ آیا اُنھیں، جلنے میں پڑا علم کے جھول

آنکھیں تصویر دکھانے لگیں انگاروں کی
بھاگ گئے اطفال، کہ سب نسل تھے فراروں کی

طفلِ گریاں سے کہا مڑ کے یہ بہلول نے اب | اے مہِ برجِ متانت، ترے رونے کا سبب
میں تجھے کھیل کا ساماں ابھی لا دیتا ہوں سب | بولا وہ۔ لہو و لعب، حق کا غضب، بندۂ رب

تیرہ بختی میں کروں کسبِ سعادت کی جگہ
کھیل کی جا ہے یہ دنیا کہ عبادت کی جگہ

طفلِ معصوم کے لب ہائے گلابی کے ورق | ہو گئے غنچۂ سربستہ جو دے کر یہ سبق
بولے بہلولِ خجل۔ پونچھ کے ماتھے کا عرق | کس نے ڈالا ترے کانوں میں یہ آویزۂ حق

آپ بولے یہ سبق میں نے جو دہرایا ہے
کیا یہ قرآن کی آیت میں نہیں آیا ہے

پارہ اٹھارواں دیکھ اور چھٹا اُس کا رکوع | پڑھ وہ آیت، بہ تفکر، بہ تاثر، بہ خضوع
بعدِ ہمزہ، فحسبتم سے ہوئی ہے جو شروع | جس میں یہ کہتی ہوئی صبحِ ہدایت ہے طلوع

تم نے خلقت کو اگر لہو و لعب جانا ہے
کیا پلٹ کر مری محفل میں نہیں آنا ہے

طفلِ شش سالہ نے برسائے جو دانش کے یہ پھول | دنگ تھا سونگھ کے بو باس، یہ شیدائے رسول
عرض کی۔ اے گلِ رنگینِ گلستانِ بتول | کیا ہوا تھا تمھیں کیوں روئے تھے تم ہو کے ملول
ہے عبث فکر کوئی وجہ تفکر ہی نہیں
تم تو معصوم ہو عصیاں کا تصور ہی نہیں

سن کے بولا وہ گل اندام بہ چشمِ گریاں | میں نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اکثر اماں
موٹی لکڑی کبھی رکھ دیتی ہیں چولھے میں جہاں | بھونکتے بھونکتے بھر جاتا ہے آنکھوں میں دھواں
لکڑیاں چھوٹی جو دو چار لگا دیتی ہیں
وہ بڑی لکڑیوں کو دم میں جلا دیتی ہیں

دیکھ کر کھیل یہاں مجھکو ہے وسواس یہی | جب وہاں نارِ سقر حشر میں روشن ہوگی
پنڈلیاں ہیں انھیں پھولوں کی جو دبلی پتلی | قیس کی پسلیوں سے، انگلیوں سے لیلی کی
یہ سہارا نہ بنیں، آگ لگانے کے لیے
قامتیں ہیں جو طویل، ان کو جلانے کے لیے

سن کے یہ، رہ گئیں بہلول کی آنکھیں کھل کر | عرض کی۔ اے مہِ اوجِ شرف فکر و نظر
چشم بددور! یہ سن اور یہ معارف کے گہر! | کس گھرانے سے ہو تم۔ کون تمھارے ہیں پدر
آپ بولے مرے بابا کو علی کہتے ہیں
جد وہ ہیں جن کو پیمبر بھی ولی کہتے ہیں

سن کے بہلول نے یہ، چوم لیے بڑھ کے قدم | "تم حسن ابنِ علی ہو"، یہ پکارے پیہم
پھر ترنگ آئی چلے بھرتے ہوئے آل کا دم | مرحبا، صلِّ علیٰ، کہتے ہوئے دم بہ دم
واقعہ درج کیا ہے یہ بڑے شکّی نے
کلکِ تصدیق سے "ابن حجر مکّی" نے

یہ یہاں اپنے معنی میں ہے اور مصرع ۳ میں جزو محاورہ لہذا ایطا نہیں۔

قول ان کا ہے سند، کیونکہ نہیں یہ جامی | یہ تو وہ ہیں جو کھرے میں بھی نکالیں خامی
اک کتاب اور بھی پڑھ لیجیے شواہد نامی | جس میں ہیں جام دلانے کے ثنا خواں جامی

مدح اپنے جو کریں، کہتے ہو دیوانے ہیں
یہ تو اپنے نہیں، مانے ہوئے بیگانے ہیں

جامۂ مدح میں جامی نے یہ ٹانکے ہیں گہر | مستعین، آل محمد سے جو پھیرے تھا نظر
قتل پہ عسکری پاک کے باندھے تھا کمر | دل پسند اس کا تھا اک اسپ، کہ کھینچتا تھا مگر

مختلف ظاہر و باطن تھے. منافق کی طرح
بس سے انسان کے باہر دل عاشق کی طرح

ٹاپ ایسی کہ خجل توپ کے گولے کی دھمک | سرکشی وہ کہ فرشتے کو ہو شیطان کا شک
روشنی سے جو بھڑک تھی، تو اندھیرے سے چمک | ڈر کے فرار ہو، مارے جو ہوا کو چشتک

کردے مالک کو بھی پامال، یہ تیاری تھی
اسپ کے بھیس میں وہ شمر کی عیاری تھی

منھ کی وہ کھائے، جو دے باگ دہن کے اندر | جو کسے زین، اسے کس کے یہ مارے ٹھوکر
لات سے بات ہو جو ہاتھ رکھے پٹھے پر | پشت کے بل وہ گرے بیٹھے جو بالائے کمر

یہ الف ہو کے مشابہ جو الف سے ہو جائے
ورق خاک پہ اسوار رہیں ب ہو جائے

اک نمکخوارِ خلافت نے خلیفہ سے کہا | عسکری کو ابھی اس گھوڑے پہ بلوا کے بٹھا
یہ جو تابع ہو تو پھر شوق ہو تیرا پورا | گر کلپی ڈالے پہ شیخ کرو تو سکوں تجھ کو ملا

یہ بنی عباس میں سے ایک خلیفہ | تھا نہ واقف کہ وہ ہاریں گے کسی طور نہیں | کو دولتیاں مار کر گرا دیے
کا نام ہے بدلگام جو سواری | وارث صاحب دلدل ہیں، کوئی اور نہیں | سے دولتی

اس طرف تو یہ عزازیل نے شوشہ چھوڑا | عسکری سے ادھر الہام نے رشتہ جوڑا
کس کے جبریل امیں نصرتِ حق کا گھوڑا | لائے لشکر کے لیے قہرِ خدا کا کوڑا
طلبی آئی خلیفہ کی، شہِ پاک چلے
وحی و اعجاز بہ کف سرورِ لولاک چلے

احمدؐ و حیدر و زہرا کی کرامت، ہمراہ | حسنین شہِ بطحا کی سیادت ہمراہ
عابد و باقر و جعفر کی جلالت، ہمراہ | کاظم و شاہِ خراساں کی روایت ہمراہ
بڑھ کے تقوے نے صلا دی کہ تقی آتے ہیں
شانِ رفتار پکاری کہ نقی آتے ہیں

صولت و شوکت و حلم و کرم و جود، لیے | ہر قدم، زیرِ قدم، منزلِ مقصود لیے
کُن کے اسرار لیے، ہست لیے، بود لیے | سطوتِ عبد لیے، جلوۂ معبود لیے
فرق پر سایہ فگن رحمتِ باری آئی
دھوم سے ہادیِ دوراں کی سواری آئی

لوگ اِصطبل میں جو بہرِ تماشا تھے ڈٹے | اُن کا غوغا ہوا کم، قلب ہلے۔ زور گھٹے
آگیا راہ نما۔ راہ سے رہوار ہٹے | جانور جھک گئے تعظیم کو۔ مختار کے
فرسِ شہ اسی گھوڑے کے قریں رکنے لگا
وہ ہوا رام، کہ تسلیم کو سر جھکنے لگا

اترے رہوار سے مولا۔ اسی رہوار کے پاس | باگ دی۔ زین کسا۔ بے خطر و بے وسواس
لوگ دیکھا کیے حضرت میں بہ صد خوف و ہراس | حشمِ شیرِ خدا، رعبِ جنابِ عباس
راکبِ دوشِ تقی زینتِ رہوار ہوئے
یال پر ہاتھ رکھا، پشت پر اسوار ہوئے

چھوڑ دی باگ جو حضرت نے تو رہوار چلا | رہ گئی پیچھے ہوا۔ صورتِ طیّار چلا
عرق آیا۔ صفتِ ابرِ گہر بار چلا | پار کی حدِّ نظر۔ نور کی رفتار چلا

نہ زمیں پر، نہ فضا میں، نہ سما میں ٹھہرا
عملِ خیر جو تھا، علمِ خدا میں ٹھہرا

مرضیِ شہ پہ چلا شرع کی راہوں میں پھرا | ملکِ اعجاز و کرامت کی سپاہوں میں پھرا
نہ فقیروں کے شبستاں میں، نہ شاہوں میں پھرا | ہم نے دیکھا بھی نہیں اور نگاہوں میں پھرا

سیر کے نقطۂ اول پہ بالآخر آیا
سب جہاں جمع تھے، پھر پھر کے وہیں پھر آیا

امتحاں گاہ میں آکر جو وہ رہوار رکا | شورِ تکبیر فلک گیر سے گونجی وہ فضا
پشت سے مالکِ رفرف کا خوزادہ اترا | اب خلیفہ کا جو سائیس بڑھا حشر ہوا

دم میں گھوڑے نے برا حال کیا لاتوں سے
بھوت لاتوں کے کہیں مانتے ہیں باتوں سے

مچ گیا شور۔ کہ اے امّتِ دنیا پرور! | ہوسِ ہمسریِ عترتِ اطہار نہ کر
بدلگامی کو جو چھوڑا تھا فرس نے دم بھر | یہ امامت کی کرامت تھی، ولایت کا اثر

خود فضا نے یہ سخن اپنے طبق پر لکھے
جب "تو جامی" سے مورّخ نے ورق پر لکھے

ایسے ایسے بہت اعجاز دکھاتے تھے حسن | معترف پھر بھی نہ ہوتے تھے علی کے دشمن
فکرِ مسلم کو ہے دعوت یہ "صواعق" کا سخن | قحط اک بار پڑا دشت و چمن بن گئے بن

شاہدِ ردِّ خلافت تھی زمیں صحرا کی
منتشر جبکہ نمازیں ہوئیں استسقا کی